# اُسوۂ ابراہیمؑ اور اس کے ناقدین

**سوال:** حضرت ابراہیمؑ کا ایک واقعہ مشہور ہے کہ آپ نے اپنی زوجہ محترمہ اور شیرخوار بچہ کو حکم خداوندی سے وادی غیرذی زرع میں چھوڑ دیا۔ جب آپ وہاں سے چلنے لگے تو آپ کی بیوی آپ کے پیچھے دوڑیں اور پوچھتی رہیں آپ ہمیں یہاں کیوں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ حضرت ابراہیمؑ خاموش رہے۔ پھر بیوی نے خود ہی کہا، کیا آپ اللہ کے حکم سے ایسا کر رہے ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا ہاں۔ اس صبر و ضبط کی پیکر اور اللہ پر بھروسہ کرنے والی خاتون نے یہ سننے کے بعد کسی پریشانی اور کسی اضطراب کا اظہار نہیں کیا اور اس جنگل میں بیٹھ گئی۔

اس واقعہ کے بارے میں "طلوع اسلام" شمارہ فروری ۱۹۷۶ء میں صفحہ ۳۴ پر رقمطراز ہے۔

"یہ واقعہ قرآن شریف میں نہیں تورات میں ہے۔ اور وہیں سے ہماری کتب روایات میں درج کر دیا گیا ہے۔ اور اسی کو مودودی جیسے مفسر عام کرتے چلے جا رہے ہیں۔ تاکہ سوچ سمجھ سے کام لینے والے طالب علم اسلام سے برگشتہ ہو جائیں" براہ کرم فرمایئے کہ طلوع اسلام کی اس بات میں کہاں تک صداقت کا پہلو موجود ہے؟

ایک اور بات جو میرے ذہن میں پیدا ہوتی ہے اس کی بھی آپ سے تشفی چاہتا ہوں۔

"حضرت ابراہیمؑ اپنی زوجہ ہاجرہ کو چھوڑ کر دوسری بیوی حضرت سارہ کے پاس ملک شام تشریف لے گئے۔ ایک عرصہ بعد آپ نے چاہا کہ ہاجرہ اور اسماعیلؑ سے ملاقات کر آؤں۔ آپ نے اپنی بیوی سارہؑ سے اجازت مانگی۔ انہوں نے مشروط اجازت دی کہ سواری سے مت اُترنا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس شرط کو منظور کر لیا اور چل کھڑے ہوئے۔ مکہ آئے تو اس وقت حضرت ہاجرہؑ کا انتقال ہو چکا تھا۔ حضرت اسماعیلؑ کی بیوی گھر پر تھیں۔ خود حضرت اسماعیلؑ شکار پر گئے ہوئے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اسماعیلؑ کی بیوی سے حال احوال پوچھا۔ اس نے خاطر خواہ جواب نہ دیا۔ آپ چلتے وقت یہ کہہ گئے کہ اسماعیل سے کہنا کہ تیرے گھر کی چوکھٹ خراب ہے۔ اس کو بدل دے۔ یہ کہا اور چل دیے۔ اسماعیلؑ جب گھر واپس آئے تو بیوی نے سارا ماجرا بیان کیا۔ چنانچہ حضرت اسماعیلؑ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور دوسری شادی کر لی۔ پھر کچھ عرصہ بعد حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے سے ملاقات کرنا چاہی۔ اپنی بیوی سارہؑ سے اجازت طلب کی۔ انہوں نے

پہلے کی طرح مشروط اجازت دی ۔ آپ مکہ تشریف لائے ۔ اتفاق سے حضرت اسماعیلؑ پھر بھی گھر میں موجود نہ تھے ۔ آپ نے ان کی بیوی سے حال احوال پوچھا ۔ اس نے بڑے اچھے انداز میں جواب دیا ۔ حتیٰ کہ آپ کا سر تک دھویا ۔ آپ جاتے وقت یہ کہہ گئے کہ اسماعیلؑ سے کہنا کہ تیرے گھر کی چوکھٹ عمدہ ہے ۔ اسے قائم رکھنا ۔ حضرت اسماعیلؑ واپس آئے تو بیوی نے ماجرا بیان کیا ۔ آپ نے جواب دیا وہ میرے والد ابراہیمؑ تھے اور تو میرے گھر کی چوکھٹ ہے ۔"

اس واقعہ سے حسب ذیل اشکالات ذہن میں اُبھرتے ہیں ۔

۱ ۔ کیا یہ واقعہ درست ہے ؟

۲ ۔ اگر درست ہے تو اتنی سی بات پر طلاق دینا محل نظر ہے ۔

۳ ۔ قرآن کریم میں حضرت اسماعیلؑ سے متعلق ذبح کا واقعہ مذکور ہے ۔ تو پھر وہ کب رونما ہوا جبکہ مذکورۃ الصدر واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی ملاقات ہی نہیں ہو سکی ۔

اُمید ہے آپ زحمت فرما کر جواب دیں گے ۔

**جواب:** (از ملک غلام علی صاحب) حضرت ابراہیمؑ کا یہ قول قرآن مجید میں مذکور ہے کہ تعمیر کعبہ کے وقت وہ یہ دعا مانگ رہے تھے :

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ "اے ہمارے رب میں نے اپنی کچھ اولاد کو بے آب و گیاہ وادی میں بسایا ہے ۔" ان الفاظ سے یہ بات صاف طور پر معلوم ہو رہی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے صاحبزادے کو یہاں آباد کیا مگر خود ان کے ساتھ مستقل بود و باش اختیار نہیں کی ۔ اگر ایسا ہوتا تو حضرت ابراہیمؑ یوں کہتے کہ میں نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ یہاں سکونت اختیار کی ہے ۔ اب اس کے بعد دو ہی صورتیں ممکن ہیں ۔ ایک یہ کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے ارادے سے انہیں اس بیابان میں لا بسایا ہو ، دوسری یہ کہ انہوں نے ایسا ہدایت خداوندی کے مطابق کیا ہو ۔ تورات یا تفسیری و تاریخی روایات نہیں بلکہ صحیح احادیث ہمیں یہ بتاتی ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نے اتنا غیر معمولی قدم حکم الٰہی کے مطابق اُٹھایا تھا ۔ بخاری ، کتاب الانبیاء میں حضرت ابن عباسؓ نے متعدد احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں جو اسی بات کی تائید کرتی ہیں ۔ اگر ان احادیث کو مرسل سمجھا جاتے ، تب بھی صحابہ کرام کی مراسیل ، بالخصوص جو صحیحین میں وارد ہوں ، وہ مستند اور قابل حجت ہیں ۔ ان احادیث میں یہ مذکور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ

جب حضرت اسماعیلؑ اور ان کی والدہ کو لے کر اس وادی میں پہنچے ہیں تو وہاں کوئی پانی اور انسانی آبادی نہ تھی۔ یہاں حضرت ابراہیمؑ نے ماں بیٹے کو چھوڑا، ایک تھیلے میں کھجوریں اور ایک مشکیزہ پانی کا ان کے پاس رکھ دیا اور چل دیئے۔ حضرت ہاجرہ نے پیچھے سے آواز دی اور پوچھا:

آللہ الذی امرک بھذا؟ قال نعم۔ قالت اذن لا یضیعنا ثم رجعت۔

(کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات کا حکم دیا ہے؟ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا: ہاں، تو وہ کہنے لگیں، "پھر اللہ ہمیں ضائع نہیں فرمائے گا اور واپس ہوگئیں)۔

اسی حدیث میں مزید مذکور ہے کہ جب پانی اور کھجوریں ختم ہوگئیں تو حضرت ہاجرہ صفا اور مروہ کے درمیان پانی کی تلاش میں دوڑنے لگیں۔ جب سات مرتبہ دوڑ کر تھک گئیں تو انہوں نے زمزم کے پاس ایک فرشتہ دیکھا جس نے زمین پر اپنے پر مارے اور پانی کا چشمہ پھوٹ نکلا۔ فرشتے نے ان سے کہا: "تم ہرگز ہلاکت کا خوف نہ کرو۔ یہاں اللہ کا گھر ہے جسے یہ لڑکا اور اس کے والد تعمیر کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے اہل وعیال کو کبھی ضائع نہ کرے گا۔"

قرآن وحدیث کی ان تصریحات کے بعد یہ کہنا کہ یہ باتیں تورات سے آئی ہیں اور مودودی جیسے مفسرین ان کو عام کر رہے ہیں یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ گولڈ زیہر جیسے یہودی اور دوسرے ملحدین مستشرقین یہ کہتے ہیں کہ قرآن وحدیث کی ہر بات تورات، تلمود اور دوسری اسرائیلی روایات اور اہل کتاب کی زبانی حکایات سے ماخوذ ہیں۔ ہماری نو مسلم بہن مریم جمیلہ نے بیان کیا ہے کہ ان کا ایک یہودی معلم ایسا تھا جس نے نہایت محنت اور کھینچ تان کر کے قرآن مجید کی بیشتر آیات وقصص سے مماثل عبارتیں اپنے ہاں کی کتابوں سے جمع کر لی تھیں۔ مشرکین عرب بھی یہی کہتے تھے کہ یہ قرآن تو پرانے قصے کہانیاں (اساطیر الاولین) ہیں جو لکھ لی گئی ہیں اور صبح وشام ان کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر املا کیا جاتا ہے۔ مگر اس طرح کی بیہودہ باتوں سے اسلامی تعلیمات کی حقانیت کو کیسے مشتبہ بنایا جا سکتا ہے؟ حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علیہما السلام اور حضرت ہاجرہ کے یہ ایمان افروز حالات وواقعات محدثین ومفسرین چودہ سو سال سے نقل کرتے چلے آ رہے ہیں اور آج تک کوئی مسلمان انہیں پڑھ کر یا سُن کر اسلام سے برگشتہ نہیں ہوا۔ البتہ جو "نیا اسلام اب طلوع" ہو رہا ہے اور "سوچ سمجھ سے کام لینے والے طالب علم" جو اس "جدید اسلام" کے گرویدہ ہو رہے ہیں، وہ اس اسلام سے ضرور برگشتہ ہو رہے ہوں گے جو صدیوں سے ہمارے اسلاف کا متعارف ومتوارث دین رہا ہے۔

بخاری شریف کی احادیث مذکورہ میں یہ بات موجود نہیں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت سارہؓ سے اجازت مانگی اور انہوں نے مشروطاً اجازت دی ..... بس اتنا مذکور ہے کہ "میں اپنے اہل و عیال کی خیریت معلوم کرنے جا رہا ہوں"۔ بخاری میں یہ بھی نہیں ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ حضرت اسماعیلؑ کے گھر پہنچے تو ان کی بیوی نے کوئی خاطر خواہ جواب نہ دیا۔ حضرت اسماعیلؑ کی بیوی کا جواب جو منقول ہے وہ یہ ہے کہ انا فی جھد و شدۃ (ہم بڑی مصیبت و مشقت کی زندگی بسر کر رہے ہیں)۔ اسی سے حضرت ابراہیمؑ نے یہ اندازہ کر لیا ہوگا کہ جو عورت اس طرح تنگ دستی کی شاکی ہے وہ خانوادۂ نبوت کی ذمہ داریاں نباہنے کی اہل نہیں ہے۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ اسماعیلؑ اسے علیحدہ کر کے دوسری کسی خاتون سے نکاح کریں جو صبر و شکر کے ساتھ مشکل حالات میں خاوند کا ساتھ دے اور شکوہ و شکایت نہ کرے۔ چنانچہ دوسری بیوی کے یہ الفاظ اسی حدیث میں منقول ہیں کہ جب ان سے دوسری آمد پر حضرت ابراہیمؑ نے حال احوال پوچھے تو انہوں نے کہا: "ہم بالکل بخیر و عافیت اور آسودہ حال ہیں" اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ ظاہر ہے کہ ان بدوی زندگی میں تو کوئی خاص تبدیلی واقع نہ ہوئی ہوگی، مگر یہ دوسری خاتون خود صابرہ و قانعہ ہوں گی، اس لیے اس گھر انے کی ہر لحاظ سے اہل تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے انہیں گھر کی عمدہ چوکھٹ سے تعبیر کیا اور اسے برقرار اور قائم رکھنے کی ہدایت فرمائی۔

آخری سوال کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے اہل و عیال چونکہ دو جگہ آباد تھے، ایک عرب میں اور دوسرے شام میں، اس لیے آپ مستقلاً ایک جگہ نہیں رہ سکتے تھے۔ البتہ دونوں گھروں کی خبر گیری کے لیے وقتاً فوقتاً دونوں مقامات پر آمد و رفت رکھتے تھے۔ حکمِ ذبح کا واقعہ حضرت اسماعیل کی شادی سے پہلے کا ہے جبکہ وہ محض بھاگ دوڑ کے قابل ہوئے تھے۔ جب باپ بیٹا اس آزمائش میں کامیاب ہو گئے تو اللہ نے دونوں کو بیت اللہ کی تعمیر کا حکم دیا، اور حضرت اسماعیلؑ متاہل بھی ہوئے۔ صرف دو موقعوں پر حضرت ابراہیمؑ کی تشریف آوری کے وقت حضرت اسماعیلؑ کا گھر میں موجود نہ ہونا یہ ثابت نہیں کرتا کہ ان مواقع سے پہلے یا بعد میں حضرت ابراہیمؑ کبھی ان کی پرسشِ احوال کے لیے آئے ہی نہیں، یا آئے ہیں تو کبھی باپ بیٹے میں ملاقات ہی نہیں ہو سکی۔

حضرت ابراہیمؑ اور آپ کے اہل بیت کو اللہ نے ہر آزمائش میں ثابت قدم رکھا ہے۔ جس کا جی چاہے اس پورے سلسلۂ واقعات سے عبرت و موعظت اور روحانی تقویت حاصل کرے اور جس کا جی چاہے اپنے قلبِ مریض میں شک کے کانٹے چبھوتا رہے کہ وہ کیسا خدا تھا جس نے اپنے ایک نبی کو یہ حکم دیا کہ اپنے شیرخوار بچے کو والدہ سمیت لق و دق ویرانے میں چھوڑ آئے۔ جب بچہ نوجوانی کو پہنچنے لگے تو اس کے گلے پر چھری چلانے کا حکم دے۔ اور یہ کیسے نبی اور نبی کے گھر والے تھے جو بغیر سوچے سمجھے ایسے احکام کو مانتے چلے گئے۔ فکرِ ہر کس بقدرِ ہمتِ اوست۔